15

نجات کا آئینہ

# قرآن کا مطلوب انسان

(قرآن حکیم سے چند منتخب مقامات)

ابو عبداللہ

☆۔نجات کا آئینہ۔☆

(15)

# قرآن کا مطلوب انسان

## (قرآنِ حکیم سے چند منتخب مقامات)

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(CHANNEL: @NIJAT63)

# ہمارا عزم

(۱)۔فرقہ واریت اور تعصب وتنگ نظری سے چھٹکارہ، (۲)۔اخلاص وسچائی کی ترویج، (۳)۔قرآن و سنت کے پختہ دلائل کو بنیاد بنانا،(۴)سلف کے فہم سے استفادہ کرنا،(۵)۔احتیاط اور ذمہ داری کوملحوظ رکھنا،(۶)۔اعتدال پر رہنا (۷)۔ہر پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے:'حق اور سچ کومن وعن واضح کرنا''۔

**نوٹ:** اگرچہ جملہ حقوق محفوظ ہیں تاہم ہماری تمام تحاریر لوگوں کی فلاح کیلئے ہرایک کوشائع کرنے کی اجازت ہے۔لیکن ان سے کمائی نہ کی جائے بلکہ محض اللہ کی رضامندی کیلئے لوگوں تک پہنچایا جائے اوران میں کسی قسم کی ترمیم نہ کی جائے۔

## نوٹ

(۱)۔دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کوواضح کیا جائے۔لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے اگر کہیں کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہی ہوئی ہوگی۔لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے،کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پرنظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو انشاء اللہ ہم فوراً رجوع کریں گے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔(آمین)

(۲)۔خالق اور اسکی مخلوقات میں سے بہترین ہستیاں انبیاء علیہم السلام سے محبت اوران کی عزت وتوقیر ایمان کی بنیادی شرط ہے۔مزید یہ کہ اہل تقویٰ صالحین کا ادب واحترام بھی ہم پر لازم ہے۔لہٰذا تصانیف میں ہم نے الفاظ کے چناؤ میں ہر ممکن ادب واحترام (Ethics) کوملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔لیکن سوشل میڈیا پر موجود مواد کوآسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا اس ضمن میں ہمارے اس مواد میں کوئی بے ادبی پرمبنی قابل اعتراض الفاظ نظر آئیں،تو وہ یقیناً کسی نے ہماری تحریر میں تحریف کی ہوگی۔لہٰذا اس صورت حال میں ہم سے تصدیق کرنا ضروری ہے۔

☆ چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہوسکی،لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت۔

# فہرست


☆ ہم نے تو ''دیا'' جلا کے سرِ بام رکھ دیا......4

☆ ابتدائیہ......5

(1)۔سورۃ الفاتحہ......6

(2)۔سورۃ البقرہ کا آغاز اور اہل ایمان کی صفات......7

(3)۔نیکی کا حقیقی تصور......7

(4)۔اللہ کی محبت پانے والے خوش نصیب......8

(5)۔احکاماتِ عشرہ......9

(6)۔سچے اہلِ ایمان......11

(7)۔ملائکہ کے استقبال کے مستحق خوش نصیب......12

(8)۔اہل ایمان کی جامع صفات کا مجموعہ......13

(9)۔عبادالرحمٰن (حصہ اول)......14

(10)۔عبادالرحمٰن (حصہ دوم)......15

(11)۔کائنات کی ابتدا اور بارِ امانت......16

(12)۔ظلمِ عظیم سے بچانے پر ایک منفرد انداز!......17

(13)۔جزاوسزا کے نتیجے کی نقشہ کشی......18

(14)۔اولوالعزم کا خطاب پانے والے خوش نصیب......19

(15)۔عظیم مقامِ عبرت......21

(16)۔نجات پانے والے خوش نصیب......22

(17)۔انجام سے عبرت......23

(18)۔بدکردار لوگوں سے بچنے کی تلقین......24

(19)۔نجات کے کم از کم اہداف......25

(19)۔جملہ صفات کا خلاصہ......26

☆ مزید آگاہی......27

☆ ہماری دعوت......28

☆ ہماری تحاریر......29

☆ یوٹیوب چینل کا تعارف......30

☆ ویب سائٹ کا تعارف......31

## ہم نے تو ''دیا'' جلا کے سرِ بام رکھ دیا

یہ ایک نا قابلِ تردید حقیقت ہے کہ ہم مسلمان ہونے ،حرم کے پاسباں ہونے کا دعویٰ کرنے اور تمام تر دینی جدوجہد کے باوجود دن بدن اخلاقی زوال کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہماری انفرادی، خاندانی اور معاشرتی زندگیاں بدترین اخلاقی وعملی زوال کا شکار ہو چکی ہیں۔جس کی بدولت عدم استحکام، استحصال اور شدید معاشرتی بحران پیدا ہو چکا ہے۔ اور امن وسلامتی کے ساتھ زمین پر رہنا مشکل ہوگیا ہے۔صورت حال یہ ہے کہ ایک ریڑھی بان سے لے کر اعلیٰ سطح تک، ملاوٹ، دھوکہ دہی، عہد شکنی، حق تلفی، خیانت، جھوٹ، رشوت، ناجائز سفارش.... کے ذریعے دوسروں کی حق تلفی سے، الا ماشاء اللہ کوئی بھی باز نہیں آتا۔ مادیت عروج پر ہے جبکہ روحانیت مغلوب۔ اسلام کی جگہ فرقوں نے لے لی ہے اور مذہب پسندی اب تعصب اور ہٹ دھرمی کا نام بن چکی ہے۔ توحید کی جگہ شرک نے جبکہ سنت کی جگہ بدعات وخرافات نے لے لی ہے۔ اپنے اپنے من پسند فرقوں کے احیاء کی خاطر قرآن وسنت کی تحریف کرنا، مذہب کے ذریعے مال، جائیدادیں، گاڑیاں .... بنانا، مذہبی منافرت اور تعصب کی بنا پر جنگ وجدل، خونریزی، عبادت گاہوں میں بم دھماکے، املاک کی توڑ پھوڑ اور قانون شکنی کے ذریعے امن وسلامتی اور ملکی بقا کو خطرے میں ڈالنا اب مسلمانوں کا وطیرہ بن چکا ہے۔ دین کی خدمت کے نام پر دوسرے فرقوں کی مساجد پر قبضہ کرنا ہم نے اپنا شعار بنالیا ہے۔ ان حالات میں ہر صاحبِ فکر کو سنجیدگی سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ آخر مسئلہ کہاں پر ہے؟ جہاں تک ہم نے غور وفکر کیا ہے اُس کے مطابق ''اصل مسئلہ قرآن کی رہنمائی'' سے دوری ہے۔ جب تک قرآنی احکامات من وعن ہماری زندگیوں کا حصہ نہیں بنیں گے تب تک اِس بھنور سے راہ یابی کی کوئی صورت نہیں۔ اسلئے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا خالق ہم سے کیا چاہتا ہے؟ لہٰذا اِس ضمن میں آپ کے ہاتھ میں موجود یہ تحریر عمومی طور پر اور اِسکا (باب :۱۲: قرآن کا مطلوب انسان) خصوصاً آپ کو یہ رہنمائی دے گا کہ ہمارا خالق ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اسلئے زندگی سے کچھ وقت نکال کر فوراً اپنے آپ کو اپنے خالق کی منشاء کے مطابق ڈھال کر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کر کے ابدی اُخروی زندگی بچا لیں۔

اب جس کے جی میں آئے پائے وہی روشنی
ہم نے تو دیا جلا کے سرِ بام رکھ دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدالانبياء والمرسلين و على آله وصحبه اجمعين اما بعد!**

# ابتدائیہ

وہ پیغام جسے سمجھنا اور اُس پر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے سب سے ضروری، بلکہ زندگی موت کا مسئلہ ہونا چاہئے، وہ ہمارے لئے خالق کا آخری پیغام ہے جو قرآنِ مجید کی شکل میں اللہ کے آخری پیارے رسول ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔اب تاقیامت یہی دستورِحیات ہے جسے سمجھے، من عن مانے اور اِس پر عمل پیرا ہوئے بغیر نجات ممکن نہیں۔ بروز قیامت ''قرآن'' کی بابت ہی ہم سب کا محاسبہ ہونے والا ہے۔رب کی بارگاہ میں ہمیں قرآن کے تناظر میں پرکھا جانا ہے کہ کون اِسکے مطابق ہے اور کون نہیں؟ لہٰذا کچھ اور ہم پڑھیں نہ پڑھیں، لیکن اِس دستورِحیات سے آگاہ ہونا ہماری زندگی موت کا مسئلہ ہونا چاہئے جو کہ: دنیا، نفس اور ابلیس کے فریبوں کی بنا پر الا ماشاءاللہ نہیں ہے۔لیکن کبوتر آنکھیں بند کر کے بلی سے بچ تو نہیں سکتا۔لہٰذا پچھتاوے سے بچنے کیلئے فوراً آنکھیں کھولیں اور قرآنی احکامات کو زندگی میں لانے کا پختہ عزم کریں۔

آپ کے ہاتھ میں موجود یہ تحریر''قرآن کا مطلوب انسان'' درحقیقت ہماری تصنیف''نجات'' جو کہ ہماری زندگی بھر کی تگ ودو یعنی ہماری تمام تصانیف کا خلاصہ ہے،اُسی کا ہی ایک'' باب(Chapter) ''ہے۔جسے آپکی آسانی کیلئے الگ سے ایک کتابچے کی شکل میں مرتب کیا گیا ایک انتہائی عمدہ خزانہ ہے۔س میں قرآنِ حکیم سے چند اہم مقامات بطورِآئینہ اس میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔قرآن کے منتخب مقامات سے استفادہ کے ضمن میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ انسان سے مطلوب سارے کے سارے تقاضے کسی ایک مقام پر بیان نہیں کر دیئے گئے، بلکہ وہ پورے قرآن میں پھیلے ہوئے ہیں۔یہ ضرور ہے کہ سیاق وسباق اور موقعے کی مناسبت سے بعض مقامات پر بہت سے تقاضے بیان کر کے اُنہیں ملحوظ رکھنے والوں پر فلاح پانے والوں، نجات پانے والوں.... کی نوید کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ بس مذکورہ مقام پر بیان کردہ چند تقاضوں کا لحاظ رکھنا ہے اور باقیوں کو نظرانداز کر دینا ہے۔بلکہ تطبیق کے عمل سے گزر کر پورے قرآن میں پھیلے ہوئے سارے تقاضوں کو جاننے اور اُنہیں ملحوظ رکھنے کی فکر کرنی ہے۔تاہم بنیادی اور ضروری تقاضوں کو جگہ جگہ تکرار کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔یہاں ہم ان شاءاللہ صورتوں کی ترتیب کے لحاظ سے چند اہم مقامات پیش کریں گے جو زیادہ تر بنیادی تقاضوں کا احاطہ(Cover) کرلیں گے۔اللہ ہمیں فوراً اُنہیں سمجھ کر، من وعن مان کر،عمل پیرا ہو کر آگے پہنچا کر دوسروں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

# (1)۔سورۃ الفاتحہ

اعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم

ترجمہ: ”سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا۔ مالک بدلے کے دن کا۔ (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ہدایت دے ہمیں صراطِ مستقیم کی۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ (ہی) گمراہوں کا۔“

اس سورہ مبارکہ کی بہت فضیلت ہے اور اِسکی تفسیر بہت تفصیل طلب ہے۔ لیکن یہاں ہم صرف چند ضروری و بنیادی باتیں واضح کریں گے جنہیں جاننا ہم سب کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ چنانچہ یہ بار بار پڑھی جانے والی سات آیات ہیں جنہیں نماز کی ہر رکعت میں پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ احادیث کی روشنی میں فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ بلکہ احادیث میں اِس سورہ کو نماز کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ مضامین کے اعتبار سے اِسکے چار بنیادی حصے ہیں: (۱)۔ اللہ کی حمد و ثنا، (۲)۔ بندے کا اپنے رب کے حضور قول و قرار، (۳)۔ اپنے مالک سے صراطِ مستقیم پر گامزن ہونے کی دعا، اور (۴)۔ انعام یافتہ خوش نصیبوں کی راہ پر چلنے اور اللہ کے غضب کا شکار اور گمراہ لوگوں کی راہ سے پناہ طلب کرنے کی التجا۔ اِن چاروں عنوانات کو اگر حقیقی معنوں میں من و عن تسلیم کرلیا جائے تو انسان نجات یافتہ ہوجائے، یعنی (۱)۔ ربوبیت کے اقرار کے ساتھ اللہ کے رحمٰن ورحیم ہونے کا صحیح تصور، (۲)۔ قول وقرار: بندہ خود اپنے منہ سے یہ اقرار کرتا ہے کہ بدلے کے دن یعنی روزِ قیامت کا مالک ومختار صرف اللہ ہے۔ یعنی میری بخشش کا دارومدار صرف اللہ پر ہے۔ لیکن انسان زبان سے یہ اقرار کرنے کے باوجود شفاعت کے غلط تصور کی بنا پر بے عملی پر مطمئن ہوجاتا ہے۔ مزید یہ کہ: عبادت اور استعانت پر بڑے زوردار انداز سے اقرار کروایا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں۔ لیکن افسوس کہ عبادت کو سمجھنے اور نفس سمیت دیگر مخلوقات کی عبادت سے بچنے کی ہمیں کبھی فکر پیدا نہیں ہوسکی۔ اسی طرح استعانت کی کون سی وہ شکل ہے جس پر یہ اقرار کیا جارہا ہے کہ یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ اسے بھی جاننا انتہائی ضروری ہے۔ (۳)۔ صراطِ مستقیم کی دل وجان سے دعا بھی کی جائے اور قرآنِ حکیم سے جانا بھی جائے کہ پروردگار نے کس راہ کو صراطِ مستقیم قرار دیا ہے۔ اور (۴)۔ آخری دعا بھی قلب کو حاضر کرکے کی جائے کہ اللہ مجھے انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلائے اور اِنکے برعکس ”مغضوب اور گمراہوں“ کی راہ سے بچائے۔ دیگر دلائل کی روشنی میں ”مغضوب“ وہ بدنصیب ہوتے ہیں جو جانتے بوجھتے یعنی دین کا علم رکھنے کے باوجود غلط راہ پر چلتے ہیں جیسے یہود کے علماء۔ اور ”ضالین“ یعنی گمراہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو صحیح علم سے بے بہرہ ہوتے ہیں ۔ وہ غلط راہ کو ہی درست راہ سمجھ کر اُس میں گم ہوجاتے ہیں جس کی مثال نصاریٰ تھے۔ فاتحہ مین اِن دونوں سے بچنے کی دعا کی جاتی ہے۔ اللہ ہمیں حقیقی معنوں میں جلد از جلد اِس عظیم سورہ مبارکہ کو سمجھ کر نماز میں پڑھنے اور اِسکے تقاضوں کو من و عن تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

## (2)۔سورۃ البقرہ کا آغاز اور اہل ایمان کی صفات

سورۃ البقرہ کے آغاز میں فلاح پانے والے ہدایت یافتہ متقین کی چند اہم صفات بیان فرمائی گئی ہیں جن کے سامنے ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم مراد کو پانے والے ہیں یا نہیں۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''الم، یہ وہ (عظیم) کتاب ہے جس میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں، راہ دکھانے والی ہے پرہیز گاروں کو۔ وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُنہیں دیا ہے اُس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اُتارا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (البقرہ: 1-5)

یہاں پروردگار نے متقین کی چند بنیادی صفات کی بنا پر اُن کے ہدایت یافتہ اور نجات یافتہ ہونے کی گارنٹی دی ہے۔ یعنی یہ وہ خوش نصیب ہیں جو: (۱)۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں یعنی بن دیکھئے اللہ پر ایمان، یومِ آخرت، ملائکہ، جنت، دوزخ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اِن سب حقائق کو تسلیم کرتے ہیں۔ (۲)۔ نماز کو قائم کرتے ہیں یعنی تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے پورے اہتمام سے نماز کو ادا کرتے ہیں۔ اقامتِ صلوٰۃ سے مراد: نماز کی پابندی کرنا، تسلی سے نماز ادا کرنا، خشوع وخضوع کا لحاظ رکھنا یعنی نماز کے ظاہر اور باطن دونوں کا خیال رکھنا۔ الفاظ کی ادائیگی کے معنی ومفہوم کو جان کر اور اِسے من وعن مان کر سنت کے مطابق نماز ادا کرنا۔ (۳)۔ انفاق فی سبیل اللہ کرنا۔ یعنی مال سمیت جو نعمتیں: وقت، صحت، جائیداد، صلاحیتیں وغیرہ اللہ نے دی ہیں اُن میں سے اللہ کیلئے لازماً خرچ کرتے ہیں اور (۴)۔ قرآنِ حکیم سمیت دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل کردہ ہدایت پر ایمان رکھتے ہیں اور بالخصوص آخرت یعنی مرنے کے بعد ابدی زندگی کیلئے جی اُٹھنے پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ ایمان بالآخرہ ہی وہ بڑا محرک ہے جو خواہشات کو صبر کی لگام سے قابو کر کے زندگی اللہ کے قانون کے تابع بسر کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ آخرت کا یقین جس قدر پختہ ہوگا اُسی قدر رقت قلبی اور اعمالِ صالحہ پر رغبت ہوگی۔

پس! ان صفات کی روشنی میں اپنا جائزہ لیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔!

## (3)۔نیکی کا حقیقی تصور

پروردگار نے ایک مقام پر نیکی کے حقیقی تصور پر بڑی جامع رہنمائی فرمائی ہے، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''نیکی صرف یہی نہیں کہ تم اپنے چہرے مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو، بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے اللہ پر، یوم آخرت پر، ملائکہ پر، (اللہ کی) کتاب پر اور نبیوں پر، اور مال دے باوجود عزیز رکھنے کے رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں

اور (غلاموں کی گردنوں) کو آزاد کرانے میں، اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، اور جب وعدہ کرے تو اُسے پورا کرے، اور صبر کرے سختی (فقروفاقہ، تنگدستی) میں، دکھ درد (بیماری یا جسمانی تکلیف) میں اور جنگ کی شدت کے وقت۔ یہی لوگ (درحقیقت) سچے ہیں اور یہی متقی ہیں۔" (البقرہ: 177)

نیکی کیا ہے؟ اور حقیقی طور پر نیک کون ہے؟ الحمدللہ یہاں اس ضمن میں نہایت جامع اور عظیم رہنمائی فرمائی گئی ہے جسکے اہم نکات کچھ یوں ہیں: دین محض چند رسوم وظواہر کا نام نہیں جیسا کہ یہود ونصاریٰ نے محض قبلے پر ہی ایک مدت سے معرکہ جدال وقتال گرم کر رکھا تھا۔ یوں مسلمانوں کو یہ آگاہی دی گئی ہے کہ دین محض چند رسوم وظواہر کا نام نہیں بلکہ زندگی سے نہایت گہرا تعلق رکھنے والے اعمال واخلاق کے مجموعے کا نام ہے جسکی اولین بنیادیں: (۱)۔ ایمانیات: اللہ، یوم آخرت، ملائکہ، کتاب اللہ اور نبیوں پر پختہ ایمان لانا ہے۔ (۲)۔ اسکے بعد مال جو کہ انسان کو بہت محبوب ہے، اُسے اللہ کی محبت میں: قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور (غلاموں کی گردنوں) کو آزاد کرانے میں خرچ کرنے کا تقاضا کیا گیا ہے۔ (۳)۔ اسکے بعد اقامتِ صلوٰۃ یعنی خشوع وخضوع اور پورے اہتمام سے نماز کی پابندی کرنا اور نفلی صدقے کے ساتھ ساتھ فرضی صدقہ یعنی زکوٰۃ کو خوش دلی سے ادا کرنا۔ (۴)۔ اگلا اہم تقاضا عہدو پیمان کی پاسداری کرنا ہے جسکا مسلمان عموماً کوئی لحاظ نہیں رکھتے حالانکہ جو عہدو پیمان کو ملحوظ نہیں رکھتا اُسکا کوئی دین نہیں۔ ایفائے عہد اور امانت داری ہی درحقیقت ایفائے حقوقِ انسانی کا موجب ہے، اور (۵)۔ جب دنیاوی مصائب وآلام دکھ درد، بیماری یا جنگ کی شکل میں شدید تکلیف کا سامنا ہو تو پھر ڈولنے، واویلہ کرنے، اللہ پر شکوہ کرنے کی بجائے صبر واستقامت کا دامن تھامتے ہوئے ایمان پر ثابت قدم رہنا ہے جو کہ انتہائی مشکل کام ہے۔ یہ ہیں وہ اصل بنیادیں جن پر پہرہ دینے سے انسان اللہ کے ہاں سرخرو ہوگا۔ انہیں لوگوں کو دعویٰ ایمان میں سچا اور حقیقی متقی قرار دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ بہت مشکل تقاضے ہیں، لیکن انہیں ملحوظ رکھے بغیر بات بننے والی نہیں۔ اللہ ہمیں ایمان اور نیکی کے حقیقی تصور پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔ (آمین)

## (4)۔ اللہ کی محبت پانے والے خوش نصیب

بلند پایہ اوصاف کے حامل وہ خوش نصیب جن سے اللہ محبت کرتا ہے، اُن کی بابت ارشاد فرمایا گیا:

ترجمہ: "اپنے رب کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیز گاروں کیلئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے۔ اور (یہ) ایسے لوگ ہیں کہ جب کوئی برائی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں

پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ پھر اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور سوائے اللہ کے اور کون گناہ بخشنے والا ہے؟ اور وہ جانتے بوجھتے اپنے کیئے پر اصرار نہیں کرتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی جزا اُن کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں رواں ہیں۔ وہ اِن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور کیا ہی خوب بدلہ ہے (نیک) عمل کرنے والوں کا۔" (آل عمران:133-136)

اہم نکات: (۱)۔ پروردگار نے بخشش اور جنت کی طرف لپک کر پیش قدمی کرنے کی زوردار ترغیب دلائی ہے۔ اور شوق ورغبت کیلئے جنت کی وسعت کی نقشہ کشی کی ہے کہ یہ ساتوں آسمان اور زمین یعنی کائنات کی وسعت پر محیط ہے۔ تو پھر یہاں کی انتہائی حقیر نعمتوں ۱۰ مرلہ، ایک کنال کی رہائش گاہوں کے بدلے اِتنی وسیع جنت کی تیاری سے غافل رہنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ (۲)۔ یہ جنت اہلِ تقویٰ کیلئے تیار کی گئی ہے۔ یعنی اِسکا اہل بننے کیلئے متقی ہونا بنیادی شرط ہے۔ جسکا مطلب اللہ کی ناراضگی اُسکی پکڑ سے ڈرنا ہے۔ ہر قدم پھونک کر اُٹھانا اور اللہ کی نافرمانی یعنی گناہ کی ہر شکل سے اجتناب کرنا ہے۔ (۳)۔ اسکے بعد تین بہت بلند پایا اور انتہائی مشکل سعادتوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی: تنگی اور خوشحالی ہر حالت میں اپنی حیثیت کے تحت اللہ کی محبت میں مال خرچ کرتے رہنا۔ غصہ کو قابو کرنا، پی جانا، ضبط کرنا اور لوگوں کو نشانِ عبرت بنانے کی بجائے اُنکی کوتاہیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اُنہیں معاف کر دینا۔ ایسے خوش نصیبوں کی بابت یہ عظیم مژدہ سنایا گیا کہ ایسے لوگ درجہ احسان کو پانے والے ہیں اور اِن سے اللہ محبت کرتا ہے۔ سبحان اللہ اور کیا چاہیئے! (۴)۔ دنیا کے اِس کڑے امتحان میں جہالت کی بنا پر انسان کا پاؤں کبھی پھسل سکتا ہے، گند پر پاؤں پڑسکتا ہے۔ لہٰذا اس صورتِ حال میں اہل ایمان اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اپنے کیئے پر اصرار نہیں کرتے، بلکہ فوراً اپنی اصلاح کر کے غلطی سے تائب ہو کر اللہ کی طرف پلٹ کر بخشش کے طلبگار ہو جاتے ہیں۔ (۵)۔ ایسے خوش نصیبوں کیلئے پروردگار نے اپنی طرف سے بخشش اور ہمیشہ ہمیش جنت کے باغات اور اُسکی عظیم نعمتوں کی دستیابی کی نوید سنائی ہے اور نہایت خوبصورت انداز سے اِنہیں ملنے والے صلے کے بارے میں فرمایا ہے کہ: اور کیا ہی خوب بدلہ ہے (نیک) عمل کرنے والوں کا۔ سبحان اللہ! پروردگار ہمیں اِن عظیم اوصاف کا پیکر بنا کر اس عظیم صلے سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین)

## (5)۔ احکاماتِ عشرہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق تورات کے احکاماتِ عشرہ یعنی دس بڑے احکام (Ten Commandments) کی قرآنی تعبیر یوں بیان ہوئی ہے، پروردگار نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "(اے نبی!) فرما دیجئے کہ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دیا ہے۔ وہ یہ ہیں کہ: اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک

کرو، اور اپنی اولاد کو مفلسی کے سبب سے قتل مت کرو تمہیں بھی اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ اور بے حیائی کے قریب بھی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہو یا پوشیدہ، اور جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسے قتل مت کرو ہاں مگر حق کے ساتھ۔ یہ ہیں وہ باتیں جن کی میں تمہیں تاکید کرتا ہوں تاکہ تم عقل سے کام لو، اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ احسن ہو۔ یہاں تک کہ وہ بلوغت کو پہنچ جائے، اور ناپ اور تول پوری کرو انصاف کے ساتھ۔ ہم کسی نفس کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے، اور جب بات کرو تو عدل و انصاف کرو اگر چہ وہ شخص (جسکے بابت بات کرنی ہے تمھارا) قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اسے پورا کرو۔ یہ ہیں وہ چیزیں جن کا تمہیں تاکیدی حکم دیا گیا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ <u>اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اسی کی پیروی کرو اور مت پیروی کرو دیگر (خودساختہ) راہوں کی کہ وہ (خودساختہ) راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے توڑ دیں گی۔ یہ ہے وہ بات جس کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔</u>" (سورۃ انعام: 151-153)

<u>اندازِ بیان!</u> یہ مقام امر و نواہی (Do & don't) کے بیان کے اعتبار سے قرآن حکیم کا نقطہ عروج ہے۔ اگر زندگی میں یہ احکام غائب ہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اِن احکامات کا اندازِ بیان اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ لوگوں کے نزدیک ضروری و غیر ضروری کیا ہے اور اللہ کے نزدیک کیا اہم ہے؟ پیارے رسول ﷺ سے اعلان کروا دیا گیا ہے کہ لوگو! تم نے جو اپنی مرضی سے حلال و حرام ٹھہرا لیا ہے، آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کر دی ہیں۔ اگر کوئی زندگی میں اِن انتہائی ضروری باتوں کا لحاظ نہیں رکھ رہا (جو کہ اکثریت نہیں رکھ رہی) تو پھر دیگر چیزیں اُسے کیا فائدہ دیں گی۔ یہ احکامات قرآن کے تناظر میں وہ سیرت و کردار کی عکاسی کرتے ہیں جو رب کے ہاں مطلوب ہیں۔ لہٰذا سنجیدگی کے ساتھ اِنہیں ملحوظ رکھا جائے۔

یہاں سب سے پہلے نسلِ انسانی کو شرک سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ پھر اپنے بعد فوراً والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا تقاضا کیا گیا ہے اور اِسکے بعد دیگر اہم اخلاقی تقاضوں کی پامالی سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا جیسے: اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل کرنا، بے حیائی کی طرف لے جانے والے محرکات کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ ناحق قتل سے باز رہنا، یتیم کے مال کو ہتھیانے سے کوسوں دور رہنا، انصاف کے تقاضوں کے تحت ماپ تول پورا کرنا۔ عدل و انصاف کا دامن نہ چھوڑنا اگر چہ معاملہ قریبی رشتہ دار کا ہی کیوں نہ ہو (جو کہ انتہائی مشکل ٹسٹ ہے جسے پاس کرنا بہت مشکل ہے)۔ مزید یہ کہ عہد و پیمان کی پاسداری کرنا۔ اِن احکامات کے بیان کے بعد سخت تاکید کر دی گئی کہ: <u>اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس اِسی کی پیروی کرو اور مت پیروی کرو دیگر (خودساختہ) راہوں کی کہ وہ (خودساختہ) راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے توڑ دیں گی۔ یہ ہے وہ بات جس کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔</u>

کیا اس سخت تاکید کے بعد قرآن کی بیان کردہ ترجیحات کو ہلکا جان کر خودساختہ معیارات کو اوپر اور اِنہیں نیچے کرنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ (آمین)

## (6)۔ سچے اہلِ ایمان

پروردگار نے سچے اہلِ ایمان جنہوں نے اپنی جانوں کے بدلے اللہ سے جنت کا سودا کرلیا ہے اُنکی چند اہم صفات یوں بیان فرمائیں، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ”وہ ایسے لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت گزار، (اللہ کی) حمد وثنا کرنے والے، روزہ رکھنے والے (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے)، رکوع و سجود کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور خوشخبری سنا دیجئے اِن اہل ایمان کو۔“ (سورہ توبہ:112)

سبحان اللہ، یہاں حقیقی اہلِ ایمان کی چند بنیادی صفات کا نہایت خوبصورت گلدستہ پیش کر کے اُنہیں جنت کی نوید سنائی گئی ہے۔ اِس آیت کریمہ سے پچھلی آیت میں اِنہیں اہل ایمان سے جہاد کا تقاضا کیا گیا ہے اور اُسکے بعد اِنکی مذکورہ صفات بیان کی گئی ہیں۔ یہاں اہل ایمان کا جو کردار بیان کیا گیا ہے اُس میں سرِ فہرست توبہ یعنی رجوع الی اللہ کا ذکر ہے، جو اطاعت و بندگی کی راہ میں پہلا قدم ہے کہ بندہ معصیت و نافرمانی اور شیطانی راہوں سے کنارہ کشی کر کے رب کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔ پھر یہی توبہ ہے جو بندے کو شیطان کے چنگل سے نجات دلوا کر اپنے رب کے ساتھ جوڑنے کا ذریعہ بنتی رہتی ہے۔ پھر یہ خوش نصیب خشوع وخضوع کے ساتھ رب کی بندگی سے اطمینان وسکون پاتے ہیں۔ فرض عبادات کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بالخصوص تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔ رب کی خوشنودی کی خاطر روزوں کا اہتمام کرتے ہیں یا راہِ حق میں سفر کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ: رکوع و سجود یعنی اللہ کی خوشنودی میں اُس کے رُوبرو جھک جانے والے، اپنے رب کیلئے اپنی جبین زمین پر رکھ کر عجز و نیاز کرنے والے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے۔ یعنی یہ لوگ صرف اپنی انفرادی زندگی تک محدود نہیں رہتے، دوسروں کے خیر و شر سے بے تعلق نہیں رہتے، بلکہ دوسروں کی اصلاح وتربیت، اُنہیں آگ سے بچانے کی بھی اپنے اندر تڑپ رکھتے ہیں اور اپنی صلاحیت وطاقت اور دائرہ کار کے تحت حکمت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ لازماً ادا کرتے ہیں۔ اِسکے بعد یہاں اہل ایمان کی ایک اور بہت بڑی خوبی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اللہ کی حدود پر کھڑے ہونے والے ہیں۔ حدود پر پہرہ دینے والے ہیں، یعنی پورے دین (حقوق اللہ اور حقوق العباد) میں اللہ کے احکامات کی پاسداری پر جم کر زندگی بسر کرنے والے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیبوں کو پروردگار نے عظیم فلاح کا مژدہ سنایا ہے۔ پروردگار ہمیں اِن تمام صفات سے متصف فرما کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

## (7)۔ملائکہ کے استقبال کے مستحق خوش نصیب

درج ذیل اوصاف کے حامل خوش نصیبوں کیلئے ملائکہ ہر طرف سے جوق در جوق آئیں گے، اُنہیں سلام پیش کریں اور اُن کا استقبال کریں گے۔ اِن لوگوں کے اوصاف یہ ہیں، ارشاد ہوا:

ترجمہ: ''وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اپنے پیمان کو نہیں توڑتے۔ اور اللہ نے جن جن روابط کو برقرار رکھنے کا حکم دیا ہے اُنہیں برقرار رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے (رہتے) ہیں اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کیلئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا اور برائی کے مقابلے میں بھلائی کی۔ اِنہیں لوگوں کیلئے ہے آخرت کا گھر۔ ہمیشہ ہمیش رہنے والے باغات جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور اُن کے آباؤ اجداد اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو صالح ہیں (وہ بھی اُن کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے)۔ ملائکہ ہر دروازے میں سے اُن کے (استقبال) کیلئے آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو، تمہارے صبر کی بدولت (تم اِسکے مستحق ہوئے) سو کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!''(الرعد:20-24)

سبحان اللہ! اللہ ہمیں یہ مقدر کرے۔ اِس عظیم مقام کو پانے کیلئے جو اہم تقاضے بیان کئے گئے ہیں وہ (۱)۔ اللہ کے ساتھ کیا گیا عہد یعنی عہدِ توحید ہے کہ انسان اللہ کے سوا کسی اور کو رب اور معبود کے درجے پر فائز نہیں کرے گا۔ یعنی شرک کی ہر شکل سے اپنا دامن بچائے گا۔ مزید یہ کہ اللہ کی حدود کو ملحوظ رکھے گا اور باہم قول و قرار کا پاس رکھے گا۔ (۲)۔ صلہ رحمی یعنی رشتوں اور قرابتوں کو توڑتے نہیں بلکہ ان کو جوڑتے ہیں، (۳)۔ رب کی خشیت، اُسکی نافرمانی و ناراضگی سے ڈرتے ہیں اور اُخروی ناکامی کو ہلکا نہیں لیتے بلکہ بڑے انجام سے ڈرتے ہوئے تقویٰ پر کاربند رہتے ہیں، (۴)۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو اپنے رب کی رضامندی کی خاطر دنیا اور نفس کی ناجائز خواہشات کو صبر کی لگام سے قابو کرتے ہوئے حلال و حرام کی تمیز اور اللہ کی حدود کی پاسداری کرنے والے ہیں، (۵)۔ نماز کو قائم کرتے ہیں یعنی نماز کی پابندی اور اُسکے خشوع و خضوع کو ملحوظ رکھتے ہیں، (۶)۔ انفاق: اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے انسانی ہمدردی اور اقامتِ دین کیلئے جہاں جہاں اور جب جب خرچ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اپنی حیثیت کے مطابق خفیہ اور اعلانیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتے، (۷)۔ اور حقیقی ایمان کی بدولت اِس انتہائی مشکل کام کی بھی اللہ اُنہیں توفیق سے نواز دیتا ہے کہ اُن کے ساتھ کوئی برائی سے پیش آتا ہے تو وہ اُسکا جواب اچھائی سے دیتے ہیں۔ یہ بہت ہی بلند مقام ہے جو بڑے نصیب والوں کو ملتا ہے۔ اِس مقام کو پانے کیلئے دنیا کے عارضی پن اور دار الامتحان ہونے کا پختہ یقین اور ہر کام رضائے الٰہی کی خاطر بجالانے کی محنت کی جائے، (۸)۔ اسکے بعد اِن عظیم اوصاف کو پانے والے خوش نصیبوں کا قابل رشک صلہ بیان کیا گیا ہے کہ: آخرت کی نعمتیں انہیں خوش نصیبوں کیلئے تیار کی گئی ہیں۔ ہمیشہ

ہمیشہ رہنے والے باغات جن میں وہ خود بھی رہیں گے اور اُن کے آباؤ اجداد اور بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو صالح ہیں (وہ بھی اُن کے ساتھ ملادیئے جائیں گے)۔ ملائکہ ہر دروازے میں سے اُن کے (استقبال) کیلئے آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کی بدولت (تم اِسکے مستحق ہوئے) سو کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر! سبحان اللہ! اللہ ہمیں اِسکا اہل بنائے۔ (آمین) پس! ان صفات کو فوراً زندگی میں لانے کا پختہ عہد کر کے کاوش شروع کر دیں۔ ان شاءاللہ منزل ضرور ملے گی۔

## (8)۔ اہل ایمان کی جامع صفات کا مجموعہ

ایک مقام پر اہل ایمان کی صفات کی بڑے جامعیت کے ساتھ عکاسی کی گئی ہے جس کے رُبرو ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہے۔ پروردگار نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''یقیناً مراد کو پہنچ گئے وہ اہل ایمان جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرنے والے ہیں۔ جو لغویات سے احتراز کرنے والے۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے۔ اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں بجز اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے، سو اِس بارے اُن پر کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو اِن کے سوا کے خواہشمند ہوئے وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہی لوگ وارث بننے والے ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ رہیں گے ہمیشہ ہمیش۔'' (المومنون: 1-11)

اِس گلدستے کے اہم نکات ملاحظہ فرمائیں: (۱)۔ نجات کیلئے یہاں ''فلاح'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں چیرنا، کاٹنا، کاشت کرنا کے معنی پائے جاتے ہیں۔ یعنی اہل ایمان دین کیلئے محنت ومشقت، انفاق وقربانی اور دنیاوی صعوبتوں سے گزر کر بالآخر مراد تک پہنچتے ہیں۔ (۲)۔ نماز میں خشوع وخضوع کے مقام کو پانے والے ہیں۔ یعنی الفاظ کے معنی میں اُتر کر قلب وجوارح کی یکسوئی اور انہاک سے نماز کی ادائیگی اِن کا طرہ امتیاز ہے۔ (۳)۔ زکوٰۃ کی ادائیگی یعنی اللہ کیلئے مال خرچ کرتے ہیں جو کہ اللہ کی محبت میں ایمان کا بنیادی نتیجہ ہے۔ (۴)۔ یہ عظیم لوگ اپنے شہوانی جذبات کو قابو کرتے ہوئے صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں تک محدود رہنے والے ہیں نہ کہ بے لگام ہونے والے۔ (۵)۔ یہ لوگ امانت اور عہد وپیمان کی پاسداری کرنے والے ہیں جو کہ دین وایمان کی اخلاقی بنیاد ہے۔ جس میں امانت داری نہیں اُسکے ایمان کی نفی اور جس میں ایفائے عہد نہیں اُسکے دین کی نفی کی گئی ہے۔ کیونکہ اِنکے مفقود ہونے سے خاندانی اور معاشرتی عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ لیکن افسوس کہ قرآن سے دوری کی وجہ سے اب مسلمانوں کو اِسکا پاس نہیں رہا۔ (۶)۔ آخر میں نماز کی حفاظت کو فلاح کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یعنی نماز سے ہی اہل ایمان کی صفات کا ذکر ہوا تھا اور اسی پر ختم کیا گیا ہے۔ یعنی نماز کا خشوع اور نماز کی فکر اور حفاظت کی برکت ہی دیگر

مطلوبہ صفات سے متصف کرنے کا موجب بنے گی۔جس کی زندگی میں نماز کی پابندی اور اُسکا خشوع نکل گیا اُسکی ایمان کی بیٹری ڈیڈ (Dead) ہوگئی۔پس! اِن صفات کے حامل خوش نصیب ہی درحقیقت جنت کے اعلیٰ مقام یعنی جنت الفردوس کے وارث بننے والے ہیں۔اللہ ہمیں اِن خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔(آمین)

## (9)۔عبادالرحمٰن (حصہ اول)

عبادالرحمن یعنی رحمٰن کے خاص بندوں کی صفات کا نہایت خوبصورت گلدستہ سورہ فرقان میں یوں بیان کیا گیا،ارشادفرمایا:

ترجمہ:''رحمٰن کے (خاص) بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ اُن سے (جاہلانہ) گفتگو میں (الجھتے) ہیں تو وہ سلام کہتے (ہوئے الگ ہوجاتے) ہیں۔اور وہ جن کی بیتتی ہیں راتیں اپنے رب کیلئے سجدے اور قیام کی حالت میں۔اور جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور ہی رکھیو یقیناً اِسکا عذاب چمٹنے والا ہے۔بے شک وہ ٹھرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے۔اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اُڑاتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں، بلکہ انکا خرچ ان دونوں کے مابین اعتدال پر ہوتا ہے۔اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام ٹھرایا ہوا اُسے قتل نہیں کرتے بجز حق قتل کے۔اور نہ وہ بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔اُسے بروزِ قیامت دگنا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت وخواری میں ہمیشہ اِس میں رہے گا۔مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل کئے صالح۔سو ایسے لوگوں کے گناہوں کو بدل دے گا اللہ نیکیوں سے اور اللہ تو ہے بخشنے والا مہربانی فرمانے والا۔اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے تو بلاشبہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔(الفرقان:63-71)

تعمیرِ سیرت کی مذکورہ عظیم خوبیوں کی بنا پر خالق نے اِنہیں ''عبادالرحمٰن'' یعنی اپنے بندے ہونے کا سرٹیفکیٹ دے کر عظیم انعام کی خوشخبری سنائی ہے جو انسان کی بہت بڑی عظمت ہے۔لہٰذا ان صفات کو سمجھ کر من وعن مان کر انہیں ازبر کرتے ہوئے پورے شوق وجذبے سے زندگی کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔اِس عظیم گلدستے کے اہم نکات ملاحظہ فرمائیں: (۱)۔زمین پر اِنکا قیام فخروغرور، گھمنڈ، اکڑ اور تکبر پر نہیں بلکہ عاجزی سے ہے۔کیونکہ یہ دنیا اور اپنی حقیقت سے یہ بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔(۲)۔جاہل لوگ جب اِن سے اُلجھتے ہیں اور بغیر دلیل جہالت پر اڑے رہتے ہیں تو یہ بحث ومباحثہ میں وقت ضائع کرنے کی بجائے سلام کہہ کر اپنی راہ لیتے ہیں۔(۳)۔قیام الیل یعنی عشاء اور فجر کے ساتھ تہجد بھی اِنکی زندگی کا حصہ بن جاتی ہے اور وہ بوقتِ سحر اپنے رب کی بندگی، قرآن کی تلاوت، عجزونیاز اور گڑگڑا کر دوزخ سے بچاؤ اور بخشش کی طلب کرتے ہیں۔یہ وہ عظیم

مقام ہے جو صرف اللہ کے خاص بندوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔(۴)۔مال سمیت اللہ کی عطا کردہ تمام نعمتوں کے استعمال میں اِنکا طرز نہ تو بے جا اُڑانا ہوتا ہے اور نہ ہی کنجوسی کہ جہاں ضرورت ہے وہاں بھی خرچ نہ کیا جائے ، بلکہ ان دونوں کے بین بین ہوتا ہے۔(۵)۔شرک سے نفرت: یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ، اُسکی اُلوہیت میں کسی کو شریک نہیں بناتے۔اس ضمن میں یہاں بالخصوص غائب میں فریادرسی کا ذکر کیا گیا ہے، جو کہ دعا ہے اور دعا صرف معبود سے ہی کی جاسکتی ہے۔(۶)۔حرمتِ جان یعنی ناحق کسی کی جان لینے کی سوچ سے بھی یہ لوگ کوسوں دور رہتے ہیں۔یاد رکھیں! حق پر جان بھی از خود نہیں لی جاسکتی بلکہ معاملہ عدالت اور قاضی کی طرف لے جایا جائے گا۔افسوس کہ اِس وقت فرقہ واریت کے تناظر میں جان لینا بہت معمولی سمجھ لیا گیا ہے۔(۷)۔بدکاری جو کہ پاکیزہ نسل انسانی کا قتل ہے۔جس پر انتہائی سخت عذاب ہے یہ لوگ اُس سے اپنا دامن بچا کر رکھتے ہیں۔اگر خدانخواستہ کوئی جرم ہو جائے تو اُس پر فوراً تائب ہونے کی رہنمائی کی گئی ہے۔ اور توبہ کے عزم واستقلال کی نوعیت کی مناسبت سے اللہ نہ صرف گناہ معاف فرما دیتا ہے بلکہ گناہوں کو نیکیوں سے بھی تبدیل کر دیتا ہے۔بقیہ صفات کیلئے اگلے لیکچر کا انتظار کیجئے۔

## (10)۔عبادالرحمٰن (حصہ دوم)

سابقہ لیکچر کے تناظر میں عباد الرحمٰن یعنی رحمٰن کے خاص بندوں کی عظیم صفات کا بقیہ حصہ ملاحظہ فرمائیں، پروردگار نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’اور وہ جو نہیں دیتے جھوٹی گواہی اور جب کسی بیہودہ چیز سے اُنکا گزر ہو تو (اپنا دامن بچاتے ہوئے) شرافت سے گزر جاتے ہیں۔اور (یہ) وہ لوگ ہیں کہ جب اُنہیں اُن کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن پر نہیں گرتے۔اور جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اُن کے صبر کے بدلے میں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دعا وسلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔اِس میں رہیں گے یہ ہمیشہ ہمیش وہ بہترین قرارگاہ اور عمدہ قیام گاہ ہے۔(الفرقان:72-76)

(۸)۔یہ لوگ سچائی پر قائم رہتے ہیں اور کسی بھی مصلحت یا خوف کے اندیشے کی خاطر جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔(۹)۔بیہودہ اور بے فائدہ امور میں اپنا وقت جو کہ بہت قیمتی سرمایہ ہے، اُسے ضائع نہیں کرتے ،ایسے اُمور میں منہمک نہیں ہوتے بلکہ دامن بچا کر شرافت سے گزر جاتے ہیں۔(۱۰)۔جب اُنہیں اُن کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن پر نہیں گرتے یعنی اعراض وغفلت نہیں کرتے بلکہ آیات کی طرف لپکتے ہیں اور بات کو سمجھ کر اُسے عمل میں لاتے ہیں۔(۱۱)۔انہیں صرف اپنی ذات کی ہی فکر نہیں بلکہ اپنی اولاد اور ازواج اُنکی بہتری، اُنہیں متقی بنانے کی تڑپ بھی اِن میں موجود ہوتی

ہے اور یہ اپنی دعاؤں میں انہیں لازماً یاد رکھتے ہیں۔ مزید یہ کہ یہ لوگ نیکیوں میں سبقت اختیار کرتے ہوئے متقین کا امام بننے کی تمنا کرتے ہیں کہ جس قدر ممکن ہو آگے بڑھ جائیں۔(۱۲)۔ اِن عظیم صفات کے حامل یہ ہیں وہ خوش نصیب جنہیں اُن کے صبر کے بدلے میں پروردگار عظیم اجر سے نوازے گا، انہیں جنت کے بالا خانے دیئے جائیں گے اور وہاں فرشتے اُن سے دعا و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے جس میں رہیں گے وہ ہمیشہ ہمیش۔ اے اللہ ہمیں بھی اپنے ایسے پسندیدہ بندوں کی صف میں شامل فرمالے۔(آمین)

## (11)۔ کائنات کی ابتدا اور بارِ امانت

پروردگار نے ابتدا میں جن وانس اور کائنات کو تخلیق کر کے بارِ امانت یعنی امانت کی پاسداری کا بوجھ ڈال کر اِس نظامِ کائنات کی تخلیق کی بنیادی غایت یوں بیان فرمائی:

ترجمہ: ’’بے شک ہم نے پیش کیا اس امانت کو آسمانوں اور زمین پر اور پہاڑوں پر، تو کسی نے بھی قبول نہ کیا اس کو کہ اٹھائیں اسے اور ڈر گئے اس سے، مگر اٹھا لیا اسے انسان نے، یقیناً یہ انسان ظالم اور جاہل ٹھرا۔(یہ بارِ امانت اسلئے ڈالا گیا) تا کہ سزا دے اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو، اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو، اور نوازے اپنی رحمت سے اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو، اور ہے اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بے حد مہربان۔‘‘ (الاحزاب:72-73)

امانت سے مراد؟ اسکی مختلف تفاسیر بیان ہوئی ہیں جیسے: خیر اور شر کو اپنانے کی آزادی و اختیار دے کر خالق کے احکامات کی بجا آوری اطاعت و فرمانبرداری کا مطالبہ، تعلیمات وحی کی پاسداری جیسے قرآنِ حکیم اور روح کا پھونکا جانا وغیرہ۔

موضوع کی مناسبت سے ان آیاتِ کریمہ سے ضروری نتائج ملاحظہ کریں:

(۱)۔ امانت کی پاسداری کا بوجھ اسلئے اٹھوایا گیا تا کہ: منافق مردوں، منافق عورتوں، اور مشرک مردوں، مشرک عورتوں کو سزا دی جاسکے، اور حقیقی مومنین (جو منافقت اور شرک سے پاک ہوں) وہ اللہ کے عظیم خزانوں کے لافانی عیش کے مستحق قرار پا جائیں۔ گویا تخلیق کا بنیادی مقصد ہی نسل انسانی میں سے کھوٹوں اور کھروں کی پہچان یعنی یہ دیکھنا کہ دنیا میں کون ’نفاق اور شرک‘ میں ملوث ہوتے ہیں اور کون اس غلاظت سے بچتے ہیں۔ یعنی تخلیق کا مقصد نسل انسانی کی ابتدا سے انتہا (یعنی قیامت تک) منافقین، مشرکین اور حقیقی مومنین کی چھانٹی کرنا مقصود ہے۔

(۲)۔ یہاں سے یہ بات بھی بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا مسئلہ ’شرک‘ اور ’نفاق‘ سے بچ کر حقیقی ایمان کو پانا ہے۔ اِسی لئے شرک پر موت کی صورت میں برو زِ قیامت بخشش کے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔ اور اِس غلاظت کی موجودگی سب اعمال کے اکارت ہونے کا موجب ہے۔

(۳)۔منافقین اور مشرکین کے مدمقابل مومنین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔جس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ کے ہاں حقیقی قابل قبول ایمان صرف وہی ہے جو'نفاق اور شرک' سے پاک ہو۔پس! حقیقی مومن وہی ہے جو 'شرک اور منافقت' کی غلاظت سے کوسوں دور بھاگتا ہو۔یقیناً ایسے خوش نصیبوں کی زندگی کا اولین ہدف اور ترجیح منافقت اور شرک کی پہچان اور اس سے بچنا ہوگی۔

قابلِ عبرت!اِس انتہائی بھیانک خبر سے آگاہی ایک عقلمند انسان سے کیا تقاضا کرتی ہے؟ کیا یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم ابلیس کے اَن گنت فریبوں کا شکار ہوکر توحید وشرک اور نفاق کو سمجھنے سے غافل ہوکر غیر سنجیدہ طرزِ عمل اختیار کریں یا اولین فرصت میں اِن قباحتوں کو کماحقہ جان کر اپنی اصلاح کریں؟ غلط روش سے ہم کسی کا نہیں صرف اپنا ہی نقصان کررہے ہیں جسکی حقیقت قاصد کے آتے ہی پوری طرح کھل جائے گی۔لہٰذا بروقت سنجیدہ ہوکر اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔نفاق اور شرک کی تفہیم کیلئے دیکھئے ہماری تحاریر (نجات باب:۵ اور ۷،ایمان ایک زندہ حقیقت،توحید: لا الہ الا اللہ اور ظلم عظیم پر جامع رہنمائی)

## (12)۔ظلمِ عظیم سے بچانے پر ایک منفرد انداز!

خالق پر ایمان اور تعلق کا اولین تقاضا شرک سے بچنا ہے جس پر بہت سخت تنبیہات نازل فرمائی گئی ہیں۔اور بغیر توبہ شرک پر فوت ہونے والوں پر بروزِ قیامت بخشش کے دروازے بند کردیئے گئے ہیں۔اِسی تناظر میں اِس قباحت سے بچانے کیلئے سورہ زُمر میں ایک انتہائی منفرد انداز سے انسان کو یوں خبردار کردیا گیا ہے،ارشاد فرمایا:

ترجمہ:''(اے نبی!) فرمادیجئے اے جاہلو! کیا تم مجھے اللہ کے سوا اوروں کی پرستش کرنے کا کہتے ہو۔اور (اے نبی) یقیناً وحی کی گئی آپ کی طرف اور اُنکی طرف جو آپ سے پہلے گزر چکے کہ اگر (بالفرض) آپ نے بھی شرک کیا تو بالضرور آپکے عمل بھی برباد ہوجائیں گے اور آپ ہوجاؤ گے خسارہ پانے والوں میں سے۔بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کرو اور ہوجاؤ شکر کرنے والوں میں سے۔اور اُنہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اُس کی قدر کرنے کا حق ہے۔اور (اُسکی شان تو یہ ہے کہ) یہ زمین بروزِ قیامت اُسکی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اُسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔وہ پاک اور برتر ہے اُس سے جو وہ شریک ٹھراتے ہیں۔'' (زمر:64-67)

یہاں مشرکین جو نہ صرف یہ کہ خود بھی شرک کے مرتکب تھے، بلکہ رسالت مآب (ﷺ) جو مبعوث ہی انسانیت کو کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر نورِ توحید سے منور کرنے کیلئے کئے گئے تھے،اُنہیں بھی اپنے معبووں کی عبادت کا مشورہ دیتے تھے۔جس پر خالق نے اُن مشرکین سمیت تا قیامت ساری انسانیت کو خبردار کردیا کہ عام لوگ تو درکنار یہ جرم تو (بالفرض) اگر رسالت مآب (ﷺ) جو تمام انبیاء (علیھم السلام) میں سب سے بڑھ کر مقام مرتبہ والے ہیں۔وہ بھی (بالفرض) اگر کریں تو اُن کے سارے اعمال بھی اکارت ہوجائیں

گے۔تو پھر عام لوگ کس باغ کی مولی ہیں؟ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یہ قرآن کا منفرد اُسلوب ہے کہ انسان کو کسی بڑے خطرے سے بچانے کیلئے بطورِ تمثیل روئے سخن انبیاء علیہم السلام کی طرف کیا جاتا ہے، جیسا یہاں نبی کریم ﷺ کی طرف کیا گیا۔ ورنہ آپ ﷺ تو اللہ کی حفاظت میں ہیں، اُن سے ایسا کوئی امکان نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو انسانیت کو شرک کی غلاظت سے بچانے والے ہیں۔ اِسکے بعد اللہ کی صفات اور اُسکے حقوق میں مخلوق کو شریک کر کے خالق کی جناب میں جو ناقدری کی جسارت کی گئی ہے، اُس پر پروردگار نے اپنی شان وعظمت کی ہلکی سی جھلک بیان کی ہے کہ خالق کی شان وعظمت اور قدرت واختیار تو یہ ہے کہ: بروزِ قیامت یہ زمین اُسکی مٹھی میں ہوگی اور ساتوں آسمان اُسکے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ تو جن لوگوں کو یہ مشرکین اللہ کی صفاتِ عالیہ اور اُسکے حقوق میں شریک ٹھراتے ہیں، اللہ اُس شرک سے پاک ہے۔ یہ تو درحقیقت اِن بدبختوں کی اپنی کم فہمی ہے۔ <u>ہمارے لئے سبق؟</u> اِن آیات میں ہمارے لئے یہی سبق ہے کہ اِس معاملے کی سنگینی کی بنیاد پر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کیلئے ہم اولین فرصت میں شرک اور توحید کو سمجھیں۔ یعنی (لا الٰہ الا اللہ) کا حقیقی معنوں میں شعور وادراک حاصل کر کے، اپنا جائزہ لے کر اپنے دامن کو شرک کی غلاظت سے پاک کر کے نورِ توحید سے منور کرلیں۔ لیکن افسوس کہ اِس ضمن میں اُمت مسلمہ کی اکثریت ابلیس کے انتہائی طاقتور اَن گنت فریبوں کا شکار ہو کر اِس عنوان کو سمجھنے اور اپنی اصلاح کرنے سے مکمل غافل ہو چکی ہے۔ یوں ہم کسی کا نہیں صرف اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں جسکی سمجھ ہمیں پردہ غیب کے ہٹنے یعنی قاصد کے رونما ہوتے ہی آجائے گی۔ لیکن اُس وقت سوائے پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ لہٰذا ابھی وقت ہے حقیقت کی طرف پیش قدمی کریں۔ اِس ضمن میں تفصیلی آگاہی کیلئے دیکھئے ہماری تحاریر (نجات: باب: ۷، توحید: لا الٰہ الا اللہ، توحید کا جامع تصور اور ظلم عظیم پر جامع رہنمائی)۔

## (13)۔ جزاوسزا کے نتیجے کی نقشہ کشی

پروردگار نے دوزخ سے بچانے اور جنت کی طرف شوق ورغبت کیلئے جزاوسزا کے نتیجے کی نہایت ہی قابلِ عبرت نقشہ کشی یوں فرمائی:

ترجمہ: ''کافر جہنم کی طرف گروہ در گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس (دوزخ) کے پاس آئیں گے تو اُسکے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور وہاں کے داروغہ اُن سے سوال کریں گے کہ کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے تھے اور تمہیں اِس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں، لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا۔ کہا جائے گا اب دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اب اس میں رہو گے ہمیشہ ہمیش۔ پس! سرکشوں کا ٹھکانہ بہت ہی برا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے وہ جنت کی طرف گروہ کے گروہ روانہ کیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اُس (جنت) کے پاس پہنچ جائیں گے تو اُسکے

دروازے کھلے ہوئے ہوں گےاوراُن سے اِسکے داروغہ کہیں گےتم پرسلام ہو،تم خوش وخرم رہو۔سو ہمیشہ رہنے کیلئے اس (جنت) میں داخل ہوجاؤ۔وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اورہمیں اِس جنت کا وارث بنادیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس! کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔‘‘(زمر:72-74)

اہم نکات: صاحبِ عقل کیلئے یہ نہایت ہی قابلِ عبرت مقام ہے جو مذکورہ وقت سے پہلے ہی پروردگار نے کھول دیا ہے تاکہ اپنے بندوں کو عذاب کی ہلاکت اور ابدی نعمتوں کی محرومی سے بچایا جاسکے۔اللہ ہم سب کو برے انجام سے بچائے۔اِس صورتِ حال کو نظر انداز نہ کریں۔اسے ذرا حقیقت کی نظر سے دیکھیں کہ جس کا نتیجہ دوزخ کیلئے نکل آیا اُس کا کیا بنے گا؟ کس طرح جانوروں کی طرح ہانک کر اُسے ابدی جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔اِس پر بھی غور کرلیں کہ جہنم میں جانے کی وجہ کیا بیان ہوئی ہے؟ یعنی قرآنی احکامات پر کان نہ دھرنا، اُنہیں تسلیم نہ کرنا، آیات کو جھٹلانا، اُنکی تکذیب کرنا۔فی زمانہ اہل اسلام کیا قرآن کو سمجھنے، اِسے زندگی میں لانے سے غافل اور بےفکر نہیں ہوچکے؟ مزید یہ کہ فرقہ پرستی کے تناظر میں مسلمانوں نے کیا قرآن کے منہ میں لقمہ ڈالتے ہوئے، اپنا ذہن قرآن پر مسلط کرتے ہوئے اُسکی تفاسیر کیا اپنے فرقوں کی تائید میں نہیں کرلی ہوئیں؟ جسکا گلہ علامہ اقبالؒ نے بھی یوں کیا:

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

دوسری طرف خوش نصیب اہل تقویٰ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔قرآنی احکامات کو جاننے کیلئے وقت نکالا۔انہیں سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔زندگی قرآن کے تابع کی۔صبر کی لگام سے دنیا اور نفس کو قابو کرکے آخرت اور اللہ کی حدود کے تابع کیا۔وہ خوش نصیب جب جنت کے سامنے پہنچیں گے تو اُسکے سب دروازے استقبال کیلئے پہلے ہی کھلے ہوں گے جہاں سے چاہیں داخل ہوجائیں۔فرشتے اُنہیں خوش آمدید کہیں گے۔اُنہیں جنت کی ابدی نعمتوں کا وارث بنادیا جائے گا کہ جہاں چاہیں اُس میں رہیں۔کیا ہی خوب بدلہ ہے متقین کا اور یہ سب کچھ ایمان وعمل کی بدولت ممکن ہوا۔پس! ابھی آپ کے پاس وقت ہے، لہٰذا جلد از جلد دنیا اور نفس کو صبر کی لگام سے قابو کرکے اپنے آپ کو قرآن کے تابع کرلیں۔اللہ ہمیں خوش بخت بنائے۔(آمین)

## (14)۔اولوالعزم کا خطاب پانے والے خوش نصیب

درج ذیل اوصاف کے حامل اہل ایمان کو پروردگار نے اولوالعزم یعنی بڑی ہمت والے بندوں کے ٹائٹل سے نوازا ہے، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ’’سو جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ تو دنیاوی زندگی کا ساز وسامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر اور سدا رہنے والا ہے، اُن لوگوں کیلئے جو اپنے رب پر توکل اختیار کرتے ہیں۔اور وہ جو

اجتناب کرتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائی سے اور اگر غصہ آجائے تو درگزر کرتے ہیں۔اور جو اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اُنکے کام باہمی مشورے سے طے پاتے ہیں اور جو کچھ بھی رزق اُنہیں دیا گیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔اور وہ لوگ کہ جب (اُنہیں کسی جابر و ظالم سے) ظلم پہنچتا ہے تو وہ (اُس سے) بدلہ لیتے ہیں۔اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔پھر جو کوئی معاف کردے اور اصلاح کرلے تو اُسکا اجر اللہ کے ذمے ہے۔بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔اور جو کوئی ظلم ہونے کے بعد بدلہ لے تو اُس پر کوئی الزام نہیں۔الزام تو اُن پر ہے جو دوسروں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین پر ناحق سرکشی کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے۔اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کردیا تو بے شک یہ بڑی اولوالعزمی (بڑی ہمت) کے کاموں میں سے ہے۔"(شوریٰ:36-43)

یہاں سب سے پہلے تو انسان پر دنیا کی حقیقت کھولی گئی ہے کہ یہ یہاں جو کچھ بھی انسان کو حاصل ہے یہ تو آخرت کے مقابلے میں بہت حقیر ہے اور محض اِس دارِ فانی کے چند روز بسر کرنے کیلئے ہے۔جبکہ باقی رہنے والا اصل سرمایہ تو جنت میں ملنے والی اُخروی نعمتیں ہیں جو بہت بہتر بھی ہیں اور سدا رہنے والی بھی۔مگر یہ حقیقت اُن لوگوں کو سمجھ آنے والی ہے جو:(۱)۔اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی جائز اور حلال تک محدود رہتے ہیں،حرس وہوس سے بچتے ہوئے جائز کاوش کے تحت ملنے والے حلال رزق پر قناعت کرتے ہیں۔(۲)۔وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے اجتناب کرتے ہیں اور غصہ آنے کی صورت میں غصہ کو ضبط کرتے ہوئے درگزر سے کام لیتے ہیں۔(۳)۔جو اپنے رب کے ہر حکم کی بجا آوری کیلئے آمادہ رہتے ہیں۔(۴)۔اور نماز کو قائم کرنا یعنی خشوع وخضوع اور پورے اہتمام کے ساتھ نماز کی پابندی کرنا جن کی زندگی کا حصہ ہے۔(۵)۔اور وہ جو اپنے آپ کو حرفِ کُل سمجھنے کی بجائے اُمورِ زندگی باہمی مشاورت سے طے کرتے ہیں۔(۶)۔اور اللہ کے دیئے ہوئے رزق: جان، مال، وقت صلاحیتوں وغیرہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔(۷)۔بدلہ لینا: بعض صورتوں میں بدلہ نہ لینا معاشرے میں مزید بگاڑ کا موجب بنتا ہے ،جیسے سرکشوں اور ظالموں کے ہاتھ روکنے کیلئے۔لہٰذا ایسی صورت میں یہ لوگ اگر بدلہ لینا ضروری سمجھیں تو ظلم کے سدباب کیلئے عدل کے تحت جتنا ظلم ہوا ہو صرف اُسی مناسبت سے بدلہ لیتے ہیں۔تاہم پھر بھی اگر کوئی معاف کردے تو یہ عزیمت کی راہ ہے جس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔لیکن ظالموں کیلئے اللہ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔اور آخر میں یہ مشکل ترین حقیقت پھر سے کھول کر بیان کردی ہے کہ: بدلہ لینے کی بجائے جس نے صبر کا دامن تھامتے ہوئے معاف کردیا تو بے شک یہ بڑی اولوالعزمی (یعنی بڑی ہمت) کے کاموں میں سے ہے۔اللہ ہمیں اِن عظیم صفات سے متصف فرما کر اپنے خاص بندوں کی صف میں داخل فرمائے۔(آمین)

## (15)۔ عظیم مقامِ عبرت

پروردگار نے ہماری خیر کیلئے محشر میں پیش آنے والے ایک نہایت عظیم مقامِ عبرت کی نقشہ کشی یوں فرمائی:

ترجمہ: ’’جس دن مومن مردوں اور مومن عورتوں کو آپ دیکھیں گے کہ اُن کا نور اُنکے آگے اور اُنکے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ آج کے دن تمہیں خوشخبری ہے اُن باغات کی جن کے دامن میں نہریں جاری ہیں وہ رہیں گے اُن میں ہمیشہ ہمیش۔ یہی (تو) ہے بڑی کامیابی۔ جس روز منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہاں) روشنی تلاش کرو۔ پس (اِسی اثنا میں) اُن کے مابین ایک دیوار حائل کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اِس کے اندر تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ وہ چلا چلا کر اُن (اہل ایمان) سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے ہاں تم ساتھ تو تھے لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا اور تم رکے رہے، اور شک کرتے رہے، اور خوب دھوکے میں مبتلا کیا تمہیں تمہاری آرزوؤں نے یہاں تک کہ آ پہنچا اللہ کا حکم اور خوب دھوکہ دیا تمہیں اللہ کے بارے میں (دھوکے باز) شیطان نے۔ سو آج نہ تم سے فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کافروں سے۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ کیا اب تک ایمان والوں کیلئے (وہ) وقت نہیں آیا کہ پگھل جائیں اُنکے دل اللہ کی یاد سے اور جو حق نازل ہو چکا ہے اُس سے۔ اور نہ ہو جانا اُن لوگوں کی طرح جنہیں اِن سے پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر جب اُن پر ایک عرصہ گزر گیا تو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اُن میں سے اکثر فاسق تھے۔‘‘ (الحدید: 12-17)

اِن آیات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ اگر کسی نے زندگی اصل ٹریک پر لانی ہو تو پروردگار نے ہمیں بچانے کیلئے نہایت ہی موثر انداز سے ہمیں پیش آنے والے مذکورہ مقامِ عبرت کی نقشہ کشی فرمادی ہے۔ یہاں تین گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے: حقیقی اہلِ ایمان، اہل ایمان کے ساتھ رہنے والے بے عملی کا شکار منافقین اور کفار۔ پُل صراط یعنی گھپ اندھیرے کا وہ مقام جسے عبور کرنے کے بعد جنت میں داخل ہونا ہے۔ پُل سے گزرنے میں ناکام ہوئے تو دوزخ کا لقمہ بن گئے۔ اِس گھپ اندھیرے میں ایمان اور عملِ صالح کا نور اہل ایمان کو اُسے عبور کرنے کیلئے روشنی مہیا کر رہا ہے اور جبکہ منافقین کیلئے کوئی روشنی نہیں۔ وہ چلا چلا کر اہل ایمان سے روشنی کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ لیکن اِسی اثنا میں اِن دونوں گروہوں کے مابین دیوار حائل کر کے منافقین کو عذاب میں مبتلا کر کے رابطہ کاٹ دیا جاتا ہے۔ ذرا سوچیں کیا حسرت کا یہ مقام ہوگا اُن کیلئے! اور کیا خوش نصیبی ہے اہل ایمان کیلئے۔ یہاں بدبختی کی چار نہایت قابل غور وجوہات بیان ہوئی ہیں: (۱)۔ دنیاوی مفاد کی خاطر دین کے تقاضوں کی طرف بڑھنے سے رُکے رہنا، (۲)۔ آخرت کا پختہ یقین نہ ہونا، بلکہ شک میں مبتلا رہنا، (۳)۔ بغیر عمل کے بخشش وشفاعت کی خوش فہمیوں میں مبتلا رہنا، اور (۴)۔ بالآخر شیطان کے جال کا

شکار ہو جانا۔لہٰذا اپنا محاسبہ کریں اور اِن رکاوٹوں کو فوراً دور کرنے کا پختہ فیصلہ کرلیں۔پھر آخر میں انسان کو متنبہ کردیا گیا ہے کہ زندگی بیت گئی،قرآن بھی سُن لیا،تو کب وہ وقت آئے گا کہ پگھل جائیں تمہارے دل اللہ کی یاد میں اور تم عمل پر آجاؤ؟اِسکے بعد یہ حقیقت بھی واضح کردی گئی ہے کہ ملنے والے مواقع سے فوراً فائدہ نہ اُٹھانے سے،حقیقت کو مسلسل نظرانداز کرتے رہنے سے بالآخر دل سخت ہوجاتے ہیں۔اِن پر زنگ چڑھ جاتا ہے اور انسان رقتِ قلبی سے محروم ہوکر نامراد ہوجاتا ہے۔لہٰذا فوراً فیصلہ کرکے قرآن کے تابع ہوکر ابدی زندگی بچانا ہی عقلمندی ہے۔

## (16)۔نجات پانے والے خوش نصیب

نفسانی کمزوریوں پر قابو پاکر نجات پانے والے خوش نصیبوں کی جامع صفات کے انتہائی اہم اوصاف یوں بیان کیئے گئے،ارشاد ہوا:

ترجمہ:''یقیناً انسان بڑا کم ہمت پیدا ہوا ہے۔جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے تو چلا اُٹھتا ہے۔اور جب اُسے بھلائی (یا مالی فراخی) ملتی ہے تو بخل کرنے لگ جاتا ہے۔مگر (ان کمزوریوں پر قابو پانے والے وہ لوگ ہیں) جو نماز کی ادائیگی کرنے والے ہیں۔جو اپنی نماز پر ہیشگی کرنے والے ہیں۔اور جن کے مالوں میں مقرر حصہ ہے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا۔اور وہ جو بدلے کے دن کی تصدیق کرنے والے ہیں۔اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔بے شک اِن کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں۔اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں۔مگر اپنی بیویوں یا لونڈیوں سے،سو بے شک (اِس میں) اُنہیں کوئی ملامت نہیں۔تو جو کوئی اِس کے سوا (راہ) ڈھونڈے گا تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہوں گے۔وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے قول وقرار کا پاس رکھنے والے ہیں۔اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں۔اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جو جنتوں میں عزت سے رہیں گے۔'' (المعارج:19-35)

سبحان اللہ! یہاں نجات یافتہ اہلِ ایمان کی جامع صفات کو بہت واضح انداز سے بیان کردیا گیا ہے،جنہیں ازبر کرکے فوراً زندگی میں لانے کی ضرورت ہے۔آیات اپنے مفہوم میں بہت واضح ہیں بس اِنہیں ذہن نشین رکھنے کی ضرورت ہے۔تاہم یہاں اہم نکات کا خلاصہ یہی ہے کہ:جس انسان کی سیرت کی تعمیر مذکورہ اوصاف سے نہیں ہوسکی تو وہ مصائب وآلام میں بے صبری اور آہ وبکا،جبکہ نعمتوں کی فراخی اُسے انفاق اور شکر گزاری کی بجائے بخل پر آمادہ کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔لیکن مذکورہ صفات انسان کو اِس قباحت سے نجات دلانے کی دوا بن کر اُسے عظیم فلاح وکامرانی کی سعادت تک لے جانے کا موجب بن جاتی ہیں۔یہ عظیم اوصاف:نماز کی حفاظت اور پابندی سے ادائیگی کی فکر کرتا ہے جو اللہ کی یاد اور ایمانی بیٹری کے بار بار چارج ہونے کا بڑا ذریعہ ہے۔یہ وہ لوگ ہیں جو بخیل نہیں،اللہ کی محبت میں انفاق کیئے بغیر نہیں رہ سکتے اور سوال

کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے مستحق حاجت مندووں کا خیال رکھنے والے ہیں۔بدلے کے دن پر یقین رکھنے والے اور اُسکی تصدیق کرنے والے۔دوزخ کے عذاب کو ہلکا نہیں لیتے بلکہ دوزخ سے بچنے کو بہت سنجیدہ لے کو اُس سے بچنے کی بھرپور کاوش و دعا کرنے والے ہیں۔نفس کے سب سے بڑے جذبے یعنی شہوت کو قابو کر کے جائز طور پر صرف اپنی ازواج یا لونڈیوں تک محدود رہنے والے ہیں۔جو امین ہیں،امانت اور عہد و پیمان کی پاسداری کا بھرپور لحاظ رکھنے والے ہیں جس کے بغیر خاندانی اور معاشرتی ڈھانچہ قائم نہیں رہ سکتا۔لیکن افسوس کہ قرآن سے دوری کی وجہ سے الا ماشاء اللہ اب مسلمانوں کو اِسکا کوئی خاص لحاظ نہیں رہا۔مزید یہ کہ جہاں گواہی کی نوبت آئے تو نہ ڈر کی وجہ سے گواہی چھپاتے ہیں،نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں بلکہ اللہ اور آخرت کی خاطر درست گواہی دیتے ہیں چاہے وہ از خود یا اُنکے اپنے عزیز و اقارب ہی اِسکی زَد میں آجائیں جو کہ اتنا مشکل امتحان ہے جس میں صرف پختہ ایمان والے ہی سُرخرو ہوسکتے ہیں۔نماز سے ہی مذکورہ اوصاف کا آغاز کیا گیا تھا اور اختتام بھی نماز کی فکر و حفاظت کرنے پر کیا گیا ہے۔اِن صفات کے حامل یہ ہیں وہ خوش نصیب جن کا جنت کی عظیم نعمتوں سے اعزاز و اکرام کیا جائے گا۔اللہ سے دعا ہے کہ جلد از جلد ہمیں اِن عظیم صفات سے بہرہ مند فرما کر اپنا بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

## (17)۔انجام سے عبرت

پروردگار نے اپنے بندوں کو بچانے کیلئے بروزِ قیامت کامیاب ہونے والوں اور ناکام ہونے والوں کے حساب کتاب کی نہایت قابلِ عبرت نقشہ کشی یوں فرمائی:

ترجمہ:''اے انسان تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف مشقت کر رہا ہے تو پھر اُسی سے جا ملے گا۔پھر جس کا اعمال نامہ دیا گیا اُس کے داہنے ہاتھ میں۔تو اُسکا حساب تو لیا جائے گا بڑی آسانی سے۔اور وہ لَوٹے کا اپنے اہل خانہ کی طرف مسرور و شاداں۔لیکن جس کو دیا گیا اُسکا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے۔تو وہ تو پکارے گا موت کو۔اور داخل ہوگا دوزخ میں۔بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل و عیال میں بڑا خوش و خرم رہتا تھا۔اُس کا خیال تھا کہ اللہ کی طرف لوٹ کر ہی نہ جائے گا۔کیوں نہیں؟ بے شک اُسکا رب تو اُسے دیکھ رہا تھا۔''(انشقاق:6-15)

یہاں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ انسان کے وجود میں آتے ہی اُسکا موت کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے۔ہر گزرتا ہوا دن اُسکی زندگی سے کم ہو کر اُسے موت کے قریب کرتا جاتا ہے۔انسان کو قانونِ قدرت میں اِس طرح باندھا گیا ہے کہ انجام کی طرف جاری اِس سفر میں ایک منٹ کیا ایک سیکنڈ کا وقفہ بھی نہیں آتا۔اور پھر اِس سفر کی غایت یہ ہے کہ مرنے کے بعد حسابِ زندگی کیلئے اپنے رب کے حضور پیش ہو جانا ہے۔لہٰذا یہ زندگی بڑی قیمتی ہے اِسے غفلت میں گزارنا بہت بڑی حماقت ہے۔اب پیشی کے بعد نتیجہ بیان کیا گیا ہے کہ جس خوش نصیب کو اُسکا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں پکڑایا گیا وہ تو سستا چھوٹ جائے گا۔یعنی حساب تو اُسکا بھی ہوگا

۔لیکن اُسکی معمولی غلطیوں سے درگزر کر کے اُسے بخش کر اُسے اُسکے اہل خانہ سے ملا دیا جائے گا۔اِس خوش نصیب نے دنیامیں چونکہ اہل خانہ کی عاقبت سنوارنے کی بھر پور فکر کی تھی، دنیا سے زیادہ اُنکی آخرت کی بہتری کی فکر کی تھی۔ اِسلئے اب اُسکے سب اہل تقویٰ اہل وعیال کو ابدی قربت عطا کر دی جائے گی۔اہل وعیال سے محبت کا اصلی تقاضا یہی ہے کہ دنیا کے ساتھ ساتھ اُنکی آخرت سنوارنے کی بھر پور فکر کی جائے۔اِسکے برعکس جن کو اعمال نامہ دیا گیا سامنے کی بجائے پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں تو وہ تو موت کو پکاریں گے۔کیونکہ اب اُنہیں نجات کی واحد شکل موت ہی نظر آئے گی کہ کسی طرح اُنکا قصہ تمام ہو جائے۔لیکن اب تو موت بھی پُرسانِ حال نہ بنے گی، بلکہ اُنہیں داخل کر دیا جائے گا دوزخ میں۔یہاں یہ اہم نکتہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اِس سے قبل دنیا میں یہ لوگ اپنے اہل خانہ میں مست وشاداں تھے۔سارا وقت، سارے وسائل اور ساری توانائیاں صرف اہل وعیال کی دنیاوی خوشیوں میں صرف کر دیں۔کبھی اُنکی عاقبت کیلئے فکر مند نہ ہوئے تو اب چونکہ دنیا میں سارا وقت اہل خانہ کے ساتھ صرف کر چکے۔اب اُن کے مابین ابدی جدائیاں ڈال دی جائیں گی۔یہ دنیا میں اِس قدر مگن ہو گئے کہ اُنہیں اللہ سے ملاقات بھول گئی۔اُنکا خیال تھا کہ یہ جہاں مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا۔جبکہ پروردگار نے فرمایا: بے شک اُسکا رب تو اُسے دیکھ رہا تھا۔یعنی اُسکی زندگی کے سارے لمحات رب کی نظر میں تھے۔پس! عقلمندی یہی ہے کہ بروقت اِن حقائق کو سنجیدہ لے کر فوراً زندگی اصل ٹریک پر لانے کا پختہ فیصلہ کر کے اپنے آپ کو بچالیا جائے۔

## (18)۔بدکردار لوگوں سے بچنے کی تلقین

پروردگار نے درج ذیل پست کردار کے حامل نا ہنجاروں سے اپنا دامن بچانے کی سخت تلقین فرمائی، ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اور (اے نبی!) آپ بات نہ مانیں بہت قسمیں کھانے والے ذلیل کی۔جو طعنے دینے والا چغلیاں لگانے والا ہے۔خیر سے روکنے والا، حد سے بڑھا ہوا گنہگار ہے۔جو بدمزاج دُرشت خُو ہے، مزید برآں بداصل (بھی) ہے۔اُس کی (سرکشی) اسلئے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے۔جب اُس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلوؤں کے قصے ہیں۔عنقریب ہم بھی اِس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔'' (القلم:10-16)

یہاں ابلیس کے آلہ کار بدکردار انسانوں کی بدنما صفات کو واضح کر کے آپ ﷺ کی وساطت سے اہل ایمان کو ایسے نا ہنجاروں سے بچنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔(۱)۔بہت قسمیں کھانا: ضرورت کے تحت قسم انسان کی سچائی کا ثبوت ہوتا ہے، لیکن بات بات پر قسم کھانا انسان کے کردار کی پستی اور اُسکے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔لہٰذا اِس قباحت سے بچنا بھی ہے اور ایسے لوگوں سے احتراز بھی کرنا ہے۔(۲)۔ذلیل طعنہ باز اور چغل خور اپنی گھٹیا حرکتوں کی وجہ سے عزت نفس اور اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔طعنہ بازی دوسرے انسانوں کی تحقیر

کا ذریعہ ہے۔یعنی لوگوں پر اشارے کرنا اُن پر فقرے کسنا جو کہ انتہائی قابل ملامت طرزِ عمل ہے۔اور چغل خوری باہم پھوٹ ڈالنے اور عزت پامال کر کے لوگوں کو ننگا کرنے کا موجب ہے۔ جسے انتہائی قبیح جرم قرار دیا گیا ہے۔ایسی قباحتیں انسان میں شیطانی اوصاف پیدا کرتی ہیں اور پھر وہ خیر کی راہ میں رکاوٹ بن کر گویا اللہ کی راہ میں حائل ہونے کی جسارت کرنا شروع کر دیتا ہے۔(۳)۔مزید یہ کہ بداخلاقی، بدمزاجی انسان کو درشت خوئی اور گالی گلوچ تک لے جانے کا موجب بن کر بالآخر بداصلی تک لے جانے کا موجب بن جاتی ہے۔(۴)۔اب آخر پر مذکورہ اخلاقی پستیوں کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ: اُس کی (سرکشی) اسلئے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے۔یعنی مال کی ریل پیل اور صاحب اولاد ہونے نے اُسکا دماغ خراب کر دیا ہے اور وہ اپنے گمان میں محض وافر مال واسباب کو اپنے اوپر خدا کا انعام تصور کرتا ہے۔حالانکہ مال اور اولاد اُسی وقت اللہ کا کرم ہوتا ہے جب تقویٰ موجود ہو۔تقویٰ کی موجودگی میں جائز دنیا باعث رحمت ہے،لیکن تقویٰ کی عدم موجودگی میں محض دھوکہ ہے۔ایسے لوگوں پر واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ رہیں عنقریب یہ اللہ کی گرفت میں جانے والے ہیں۔اللہ ہمیں مذکورہ رذائل سے بھی بچائے اور ایسے بدکردار لوگوں کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔(آمین)

## (19)۔نجات کے کم از کم اہداف

سورۃ العصر میں خسارے سے بچنے اور نجات کو پانے کیلئے کم از کم ضروری اہداف بیان کر دیئے گئے ہیں جو اہل ایمان کیلئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ اِنہیں حقیقی معنوں میں سمجھ کر فوراً من وعن اپنا کر اپنے آپ کو خسارے سے بچالیں۔چنانچہ پروردگار نے فرمایا:

ترجمہ:''زمانے کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے۔سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور باہم ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔''

اس مختصر سی سورہ مبارکہ میں نجات کے کم از کم اہداف بیان کر دیئے گئے ہیں جو چار ہیں۔یہ وہ کم از کم اہداف ہیں جن کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ یہاں تاکید کے ساتھ پہلی انتہائی پریشان کُن خبر یہ دی گئی ہے کہ انسانیت درحقیقت خسارہ پانے والی ہے۔یعنی اکثریت نے آخرت سے غافل رہ کر خالق کے تقاضوں کو پسِ پشت ڈال کر محض دنیا کیلئے ہی جینا ہے اور بہت کم لوگوں نے بچنا ہے۔لہٰذا اس خوفناک خبر سے آگاہی کے بعد ہم اپنے آپ کو آگ سے بچانے کی فکر کریں۔اگلی اہم بات یہ ہے کہ یہاں ایک لائن کھینچ کر خسارے سے بچنے والے لوگوں کے چار بنیادی اہداف کو اجمالاً بیان کر دیا گیا ہے:(۱)۔ایمان لانا،(۲)۔صالح اعمال اختیار کرنا،(۳)۔حق بات یعنی سچائی کی تلقین کرنا،اور(۴)۔صبر کی تاکید کرنا۔ایمان لانے کا مطلب: اللہ کی توحید، رسول ﷺ کی رسالت، قرآن، آخرت، ملائکہ، دیگر آسمانی کتابیں اور تقدیر جو اللہ کا پیشگی علم ہے، اِن

سب کا زبان سے اقرار اور دل سے انہیں تسلیم کرنا ہے۔ دوسرا ہدف: صالح اعمال پر کاربند ہونا ہے جسکا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ ہدف پورے دین کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ یعنی دین کے سارے عنوانات (توحید، رسالت، عبادات، اخلاقیات ومعاملات) میں اوامر ونواہی کو ملحوظ رکھنا۔ اللہ کی حدود پر پہرہ دینا۔ منع کردہ، بُرے کاموں سے اجتناب کرنا اور فرائض واجبات یعنی دینی تقاضوں کو ملحوظ رکھ زندگی بسر کرنا۔ پھر تیسرا ہدف: یہ کہ صرف انفرادی سطح تک محدود نہ رہنا، بلکہ اپنی حیثیت اور دائرہ کار کے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا۔ دوسروں کو بھی سچائی اور حق پر قائم رہنے کی تلقین کرنا۔ اور آخری ہدف: یہ کہ راہِ حق کی دعوت سمیت دیگر امور میں جو تکالیف آئیں اُن پر خود بھی صبر کرنا اور دوسروں کو بھی صبر کی تاکید سے حوصلہ دینا جو کہ بہت مشکل کام ہے۔ یہ ہیں نجات کے ضامن چار کم ازکم اہداف جنہیں پانا زندگی کا اولین ہدف بنا کر ابدی زندگی بچالیں۔ اگر حقیقی ایمان نصیب ہوجائے تو یہ چاروں اہداف زندگی کا لازمی حصہ بن جاتے ہیں۔

## (20)۔ جملہ صفات کا خلاصہ

اس باب میں بیان کردہ آیات سمیت قرآنِ حکیم کی دیگر آیات کی روشنی میں قرآن یعنی پروردگار کے مطلوب انسان کی صفات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

(۱)۔ایمانیات: اللہ، اُسکے رسول ﷺ، یومِ آخرت، ملائکہ، کتاب اللہ، تقدیر (یعنی خالق کا پیشگی علم) اور سابقہ نبیوں پر ایمان رکھنے والے۔ حسنِ نیت/اخلاص سے مالا مال اور نفاق سے بچنے والے۔

(۲)۔توحید: اولین ترجیح اور فکر کے ساتھ اپنا دامن شرک کی نجاست سے بچانے والے۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے شدید نفرت کرتے ہوئے اُسکے نورِ توحید سے منور ہونے کو زندگی کا طرہ امتیاز بنانے والے۔

(۳)۔رسالت: رسالت کے کما حقہ تقاضے (محبت، ادب واحترام، اطاعت واتباع، درودوسلام....) پورے کرتے ہوئے اپنا پیدائشی ذہن سوچ، اپنے مَن پسند فرقے اور اکابرین کو خوشدلی کے ساتھ اللہ ورسول (ﷺ) کی تعلیمات بالخصوص قرآنی احکامات کے تابع کرنے والے۔ تعصب وتنگ نظری اور فرقہ واریت سے اجتناب کرنے والے۔

(۴)۔عبادات: نماز کو قائم کرنے والے، یعنی: ترجیح، شوق وجذبہ، اور خشوع وخضوع سے فرض نماز کی پابندی اور اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بالخصوص نمازِ تہجد کو پا کر بوقتِ سحری گڑگڑا کر بخشش مانگنے والے اور عاجزی اختیار کرنے والے۔ ہمہ تن اپنے رب کی یاد سے اپنے قلوب کو تروتازہ رکھنے والے۔ طہارت وپاکیزگی اختیار کرنے والے۔

(۵)۔انفاق: تنگی وخوشحالی، ہر حالت میں اللہ کی محبت میں اللہ کے دیئے ہوئے رزق: مال، جان، وقت اور صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں (یعنی انسانی ہمدردی اور اقامتِ دین کیلئے) خرچ کرنے والے۔

(۶)۔اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے۔نہ بخل کرنے والے اور نہ بے جا اُڑانے والے۔لغویات سے اعراض کرتے ہوئے وقت کو ضائع کرنے کی بجائے اِسے قیمتی بنانے والے۔

(۷)۔مصائب پر صبر: زندگی میں آنے والے مصائب وآلام: فقر وفاقہ،تنگدستی،دنیاوی سختیاں۔دکھ درد یعنی جسمانی تکلیف،بیماری اور راہِ خدا یعنی دعوتِ دین اور جہاد میں آنے والی تکالیف وغیرہ میں صبر کا دامن تھامتے ہوئے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے۔

(۸)۔اپنی حیثیت اور اپنے دائرہ کار کے تحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی کرنے والے۔بالخصوص اپنی اولاد،اپنی بیوی،اپنا خاندان اور اپنی رعیت کی نجات کیلئے کوشش اور دعا کرنے والے۔

(۹)۔گناہ سے اجتناب: اللہ کی نافرمانی سے ہر ممکن اجتناب کرنے والے اور خدانخواستہ جہالت کی رُو سے کہیں پاؤں پھسل جائے تو اُس پر اصرار کرنے کی بجائے فوراً تائب ہو کر پلٹ آنے والے۔

(۱۰)۔حقوق العباد: یعنی اخلاقیات ومعاملات میں خالق کی حدود پر پہرہ دینے والے۔عدل واحسان،سچائی،شرم وحیا کی پاسداری کرنے والے اور بے حیائی کے قریب بھی نہ پھٹکنے والے۔رزقِ حلال،کفالت کی ذمہ داری،ایفائے عہد،امانت داری،حُرمتِ مال اور حرمتِ جان کا پاس رکھنے والے۔والدین سے حسنِ سلوک سمیت دیگر رشتوں کا لحاظ رکھنے والے۔یتیموں کے مال کی حفاظت کرنے والے۔غربا اور مساکین پر رحم کرنے والے۔اُنکی بنیادی ضروریات بالخصوص کھانا کھلانے ،روٹی کپڑا اور دکھ درد کا مداوا بننے والے۔غصہ کو قابو کرنے والے۔انتقام لینے کی بجائے حتی الامکان درگزر،معاف کرنے والے اور اگر بدلہ لینا ضروری ہو تو زیادتی کرنے سے بچنے والے۔دھوکہ،بدزبانی،تمسخر،استکبار،طعنہ زنی اور چغل خوری سے بچنے والے۔گواہی پر قائم رہنے والے۔مزید یہ کہ انتشار وبدامنی،فتنہ وفساد کا حصہ بننے سے گریز کرنے والے۔

اِن عظیم صفات کے حامل ہی حقیقی متقی ہیں۔یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کا پروردگار اعزاز واکرام کریں گے۔ملائکہ اِن کا استقبال کریں گے اور اللہ کی وسیع جنت کے وارث بنا دیئے جائیں گے۔لہٰذا جلدی کریں۔اِس چندروزہ زندگی میں صبر کرکے،اپنے خالق کیلئے تن من دھن کی بازی لگا کر،اِن صفات کو زندگی میں لاکر ابدی بادشاہی حاصل کرنے کا پختہ فیصلہ کرلیں۔اللہ ہمیں اِسکا اہل بنائے۔(آمین)

## مزید آگاہی کیلئے

اگر آپ میں آخرت کی فکر اور دین کو جاننے کا شوق وجذبہ پیدا ہوگیا ہے،تو پھر مزید رہنمائی کیلئے ہماری تحاریر میں سے کم از کم درج ذیل تحاریر کا لازمی مطالعہ کرلیں:

(مقصد حیات)،(نجات)،(اوامر ونواہی کی لسٹ)،(توحید: لاالٰہ الا اللہ) اور (رسالت: محمد الرسول اللہ)

# ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتب فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی

ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا﴾ (آل عمران: 103)

''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت: 159)

''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

(ہمارا عزم)

## سچائی کی پیروی

# ہماری تحاریر

نجات: اس نایاب تحریر میں ساری کتابوں کا خلاصہ ایک جگہ "ایک ٹاپک صرف ایک صفحہ پر" جمع کر دیا گیا ہے۔

| کتاب نمبر | ٹائٹل | کتاب نمبر | ٹائٹل |
|---|---|---|---|
| 1 | ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور یہ کسے نصیب ہوگی؟) | 2 | قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ) |
| 3 | ہمارا اخلاقی زوال: (حقیقی وجوہات اور حل) | 4 | قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟ |
| 5 | راہِ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس وشیطان کے حجابات پر حقائق) | 6 | رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی) |
| 7 | توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی) | 8 | عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ) |
| 9 | ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی) | 10 | کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل) |
| 11 | طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی) | 12 | مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ) |
| 13 | امت اسلامیہ کا اتحاد | | |

## کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1 | ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ) | 2 | زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟ |
| 3 | مقصدِ حیات | 4 | انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس) |
| 5 | بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟ | 6 | اوامر ونواہی کی لسٹ |
| 7 | تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ) | 8 | تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل) |
| 9 | توحید (لا الٰہ الاّ اللہ) | 10 | رسالت (محمد الرسول اللہ) |
| 11 | حقوق العباد | 12 | پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل |
| 13 | پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد وعورت کیلئے قرآن وسنت کے احکامات) | 14 | اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی) |
| 15 | قرآن کا مطلوب انسان | 16 | اسلام کا قانونِ جہاد |

## پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

# شارٹ وڈیو(Clips) کی تفصیل

## سَچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

اللہ کے خصوصی فضل و کرم کی بدولت لمبا عرصہ دین میں غوطہ زن رہ کر، سچائی کی بنیاد پر فہمِ دین کی بلاتعصب (بے رنگ شفاف عینک والے شیشوں سے) تمام مکاتب فکر سے استفادہ کی بناپر، دین کے تمام اہم موضوعات پر مبنی (دوتین منٹ) کی انتہائی مختصر وڈیوز (Speech) درج ذیل عنوانات کے تحت تیار کی جارہی ہیں:

| نمبر | عنوان | نمبر | عنوان |
|---|---|---|---|
| 1 | دنیا کی حقیقت اور آخرت کا تصور | 5 | ایمان |
| a | ہماری حقیقت اور ابلیس | 6 | ہدایت اور فرقہ پرستی |
| b | مقصدِ حیات | 7 | توحید |
| c | موت پر حقائق | 8 | رسالت |
| d | دنیا کی حقیقت | 9 | عبادات |
| e | اُخروی حسرتیں | 10 | دین کی اخلاقی تعلیمات |
| f | اُخروی انجام | 11 | معاشیات |
| 2 | خالق کا یقین | 12 | قرآنِ حکیم سے منتخب مقامات (قرآن کا مطلوب انسان) |
| 3 | خالق سے تعلق کے مراحل | 13 | متفرق عنوانات |
| 4 | قرآن ہدایت کی اوّلین بنیاد | 14 | سنہری اقوال |

**بڑی خوشخبری:** عوام کی سہولت کیلئے اِن تمام عنوانات / لیکچرز کو صرف ایک ہی تصنیف میں "نجات" کے عنوان کے تحت کتابی شکل میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ فائدہ اُٹھا کر دوسروں کی رہنمائی کا ذریعہ بنیں۔

اب جس کے جی میں آئے پائے وہی روشنی     ہم نے دیا جلا کے سرِ بام رکھ دیا

یاد رکھیں! حقیقی ہدایت صرف اُس پر کھلتی ہے جس میں: اخلاص ہو، سچائی جاننے کی شدید تڑپ ہو، پیاس ہو، جو بے قرار ہو، جس کیلئے ہدایت زندگی موت کا مسئلہ بن جائے۔ حقیقی ہدایت تک رسائی کیلئے مذکورہ مواد جیسے جیسے تیار ہوتا جائے گا، درج ذیل (YouTube) چینل پر دستیاب (Upload) ہوتا جائے گا۔ سچائی سے خود آگاہ ہو کر دوسروں کی آگاہی کا ذریعہ بنیں۔

**Channel: @nijat63**

**Web Site: (www.khidmat-islam.com)**

# ویب سائٹ (Web Site) کا تعارف

## سچی سچی رہنمائی (Pure Guidance)

اللہ کے خصوصی فضل وکرم کی بدولت لمبا عرصہ دین میں غوطہ زن رہ کر، سچائی کی بنیاد پر فہم دین کی بلاتعصب (بے رنگ شفاف عینک والے شیشوں سے) تمام مکاتب فکر سے استفادہ کی بنا پر (ضروری دین پر مشتمل اہم موضوعات) کو تحریری شکل میں پیش کردیا گیا ہے۔ یہ کام درج ذیل بنیادوں پر کیا گیا ہے:

### کام کی بنیاد

☆ فرقوں اور مسالک کی بجائے اسلام کی بالاتری، ☆ سچائی اور دیانتداری کا دامن تھامتے ہوئے، ☆ قرآن وسنت کے پختہ دلائل، ☆ انتہاء پسندی کی بجائے اعتدال کو ملحوظ رکھنا، ☆ فروعات کی بجائے بنیادی واصولی چیزوں کی ترجیح، ☆ سلف، آئمہ، بزرگانِ دین کے فہم سے استفادہ، ☆ عزت واحترام اور اخلاقی پہلو کو مدنظر رکھنا، ☆ اہل اسلام کے اتحاد ویکجہتی کیلئے، ☆ مختصر، عام فہم، عامی لوگوں کی سطح پر مواد۔

### کام کی تفصیل

قارئین کی آسانی کیلئے یہ تحریری مواد درج ذیل شکلوں میں مرتب کیا گیا ہے:

(1)۔ ویڈیو (Short Video Clip): اہم موضوعات پر مبنی دو تین منٹ کی انتہائی مختصر ویڈیو (Speech)۔

(2)۔ کتابیں (Books): دین کو گہرائی سے جاننے والوں کیلئے دلائل کی بنیاد پر تفصیلی رہنمائی پر مبنی کتابیں۔

(3)۔ کتابچے (Booklets): آسانی کیلئے، کم یعنی چند ضروری دلائل کی بنیاد پر مختصر کتابچے۔

(4)۔ پمفلٹ (Pamphlets): مزید آسانی کیلئے چند (پانچ، دس) صفحات پر مشتمل پمفلٹ۔

(5)۔ بروشرز (Inspiration): عوام الناس کیلئے ایک صفحہ پر مشتمل بروشر کی شکل میں انتہائی ضروری، اہم حقائق پر مبنی انتہائی مختصر مواد جسے بار بار دہراتے رہنے کی ضرورت ہے۔

(6)۔ سنہری اقوال (Golden Quotes): انتہائی مختصر چند سطور پر مبنی زندگی تبدیل کرنے والے سنہری اقوال۔

### ویب سائٹ (Web Site)

یاد رکھیں! ہدایت اس پر کھلتی ہے جس میں سچائی جاننے کی شدید تڑپ ہو، پیاس ہو، جو بے قرار ہو۔ حقیقت تک رسائی کیلئے مذکورہ مواد درج ذیل ویب سائٹ پر موجود ہے۔ خود آگاہ ہو کر دوسروں کی آگاہی کا ذریعہ بنیں۔

**(www.khidmat-islam.com)**

وہ پیغام جسے سمجھنا اور اُس پر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے سب سے ضروری، بلکہ زندگی موت کا مسئلہ ہونا چاہئے، وہ ہمارے لئے خالق کا آخری پیغام ہے جو قرآنِ مجید کی شکل میں اللہ کے آخری پیارے رسول ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ اب تا قیامت یہی دستورِ حیات ہے جسے سمجھے اور من عن ماننے اور اِس پر عمل پیرا ہوئے بغیر نجات ممکن نہیں۔ بروزِ قیامت ''قرآن'' کی بابت ہی ہم سب کا محاسبہ ہونے والا ہے۔ رب کی بارگاہ میں قرآن کے تناظر میں ہمیں جانچا جانا ہے کہ کون اِسکے مطابق ہے اور کون نہیں؟ لہٰذا کچھ اور ہم پڑھیں نہ پڑھیں، لیکن اِس دستورِ حیات سے آگاہ ہونا ہماری زندگی موت کا مسئلہ ہونا چاہئے جو کہ: دنیا، نفس اور ابلیس کے فریبوں کی بنا پر الا ماشاء اللہ نہیں ہے۔ لیکن کبوتر آنکھیں بند کر کے بلی سے بچ تو نہیں سکتا۔ لہٰذا پچھتاوے سے بچنے کیلئے فوراً آنکھیں کھولیں اور قرآنی احکامات کو زندگی میں لانے کا پختہ عزم کریں۔ چنانچہ آپکی آسانی کیلئے اِس عظیم تحریر میں بطورِ آئینہ قرآن سے چند اہم مقامات پیش کر دیئے گئے ہیں، جن کے رُوبرو اپنا جائزہ لے کر اپنے آپ کو اور دیگر لوگوں کو بچانے کی فکر کریں۔

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161

ھمارا عزم
(سچائی کی پیروی)

@nijat63
WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM